شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی اور ’’تصورِ شیخ‘‘

یٰسٓ اختر مصباحی
دارُالقلم، نئی دہلی

سراجُ الھند، شاہ عبدالعزیز، محدّث دہلوی (وصال ۱۲۳۹ھ/۱۸۲۴ء)
جلیلُ القدر عالِم دین اور شُہرۂ آفاق محدّث ہونے کے ساتھ، صوفیِ صافی نہاد بھی تھے۔
جنھیں، اپنے عظیمُ المرتبت والدِ محترم، شاہ ولی اللہ، محدّث دہلوی (وصال ۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء) سے، **مختلف سَلاسِلِ طریقت میں، بیعت وارادت کے ساتھ اجازت وخلافت بھی، حاصل تھی۔**

آپ کی پوری زندگی، علم وفضل کے ساتھ، تصوف وطریقت کی بھی، آئینہ دار تھی۔

آپ کی دینی وروحانی فضیلت وعظمت کی، اِس سے بڑی شہادت، اور کیا ہوسکتی ہے کہ:
شمسُ العارِفین، سیدشاہ آلِ احمد، اچھے میاں، قادری برکاتی، مارہروی (وصال ربیعُ الاوّل ۱۲۳۵ھ/جنوری ۱۸۲۰ء) **آپ کو، سُتونِ اسلام کہیں۔ اور، یہ بھی فرمائیں کہ:**
’’شاہ عبدالعزیز کا ظاہر، میرے باطن کے مُساوِی، اور ان کا باطن، میرے ظاہر کے مُساوِی ہے۔‘‘

ذیل میں، اِس روایت کی تاریخی سند، ملاحظہ فرمائیں:
امامِ اہلِ سُنَّت، مولانا الشَّاہ محمد احمد رضا، حنفی، قادری برکاتی، بریلوی (وصال ۲۵/صفر ۱۳۴۰ھ/۲۸/اکتوبر ۱۹۲۱ء) تحریر فرماتے ہیں کہ:
شیخ ومُرشدِ طریقت، خاتمُ الاکابر، سیدشاہ آلِ رسول، احمدی، قادری برکاتی، مارہروی سے آپ کے شیخ ومُرشدِ طریقت، شمسُ العارِفین، سیدشاہ آلِ احمد، اچھے میاں، قادری برکاتی مارہروی نے، ارشاد فرمایا:

’’شاہ عبدالعزیز! عِمادُالِاسلام (سُتونِ اسلام) ہیں۔‘‘

اور حضرت مولانا احمد رضا، قادری برکاتی، بریلوی سے، **آپ کے مُربی وآقا**

نورُالعارِفین، سیدشاہ ابوالحسین احمد، نوری، مارہروی نے، بیان فرمایا کہ:
اُن (نورُالعارِفین، مارہروی) سے، ایک شخص نے، اپنی، یہ سماعی روایت، بیان کی کہ:
حضرت سیدشاہ آلِ احمد، اچھے میاں، مارہروی کا، اِرشادِ مبارک ہے:
شاہ عبدالعزیز کا ظاہر، میرے باطن کے مُساوِی اور اُن کا باطن، میرے ظاہر کے مُساوِی ہے۔ تمہارے لئے ان کا، یہ فضل وشرف، کافی ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم۔‘‘

سَمِعتُ حَضْرَۃَ شَیْخِی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالیٰ عَنْہُ یقُوْلُ:
سَمِعتُ حَضْرَۃَ شَیْخِنَا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ یَقُوْلُ:
شَاہ عَبْدُالْعَزِیْز، عِمَادُ الْاِسْلَامِ۔‘‘

وَحَدَّثَنَا الْمَوْلیٰ اَبُوالْحُسَیْن السَّیّدَاَحْمَدُالنُّورِی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی عَمَّنْ حَدَّثَہٗ عَنِ الْمَوْلیٰ الْعَظِیم سَیّدِنَااَحْمَد، اچھے میاں اَلْمَارَھْرَوِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّہٗ قَال:

ظَاھِرُ الشَّاہ عَبْدِالْعَزِیْزِ، یُسَاوِی بَاطِنِی۔ وَبَاطِنُہٗ یَعْدِلُ بِظَاھِرِیِ۔ فَنَاھِیْکَ بِہٖ فَضْلاً وَشَرَفاً۔‘‘ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔‘‘

(حاشیہ ص ۱۷۵۔ مَطْلَعُ الْقَمَرَیْنِ فِی اِبَانَۃِ سَبْقَۃِ الْعُمَرَیْن۔ مؤلّفہ امام احمد رضا، قادری برکاتی، بریلوی۔ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی۔ صالح نگر، بریلی شریف۔ اتر پردیش۔ ۱۴۱۳ھ/۲۰۱۲ء)

سلاسِلِ تصوف وطریقت میں، ذکرِحق اور وُصُول اِلیٰ اللہ کا، ایک عمل ’’تصوُّرِ شیخ‘‘ بھی ہے۔ جس کا طریقہ، یہ ہے کہ:
ہر طرف سے، خالی الذِّہن ہوکر، اپنے مُرشِد وشیخِ طریقت کی صورت کی طرف، پوری نظر جما کر حضورِ قلب کے ساتھ، اس سے فیض، حاصل کیا جائے اور اس کی رہنمائی میں، ذکرِحق کر کے اللہ کا قُرب، حاصل کیا جائے۔

چنانچہ، حضرت تاجُ الدِّین، سنبھلی، نقشبندی، خلیفۂ خواجہ محمد عبدالبَاقی، باقی بِاللہ، نقشبندی دہلوی، اپنے ایک رسالہ میں ’’وُصُول اِلیٰ اللہ کا تیسرا طریقہ‘‘ اِس طرح، تحریر فرماتے ہیں:
’’وُصُول اِلیٰ اللہ‘‘ کا تیسرا طریقہ، ایسے مُرشِد سے، رابطہ ہے
جسے، مقامِ مشاہدہ، حاصل ہے۔ اور، وہ، تجلّیاتِ ذاتیہ سے، بہرہ وَر ہے۔

بِلاشُبہ، ایسے شیخ کی زیارت، اُن لوگوں کے زُمرے میں آتی ہے جن کے لئے کہا گیا ہے کہ:

اِذَا رُؤُ ا ذُکِرَ اللہ۔ جب، انھیں دیکھا جائے، تو، خدا، یاد آجائے۔

چنانچہ، اس کی زیارت، بمنزلۂ ذِکر ہے۔ یہ زیارت، ذِکر ہی کا فائدہ دیتی ہے۔

اِسی طرح، اس کی صحبت، **ھُمْ جُلَسَاءُ اللہ** (وہ، اللہ کے مقرّب ہیں) کے مطابق ان کی صحبت بھی، فائدہ دیتی ہے۔ جو، بیان کر آئے ہیں۔

اگر، ایسے بزرگ کی صحبت، میسر آجائے اور سالک کو، اپنے دل میں، اس کی صحبت سے اثرات محسوس ہوں، تو، اُسے چاہیے کہ، اپنی اِستطاعت کے مطابق، وہ، ان اثرات کو سمیٹے اور انھیں محفوظ کرے۔

اگر، ان اثرات میں کوئی خَلل اور، رکاوٹ پیش آئے، تو، پھر، شیخ کی صحبت، اختیار کرے۔

یہاں تک کہ، اثرات کی، یہ کیفیت، ملکہ بن جائے۔

اور اگر، اس بزرگ کی صحبت سے اثر، ظاہر نہ ہو، مگر، محبت اور جَذْب کی کیفیت، حاصل ہو تو، سالک کو چاہیے کہ، شیخ کی صورت کا تصور کرے۔ اِلیٰ آخِرِہٖ۔

(ص ۱۲۲۔ ''**اِنتباہ فِی سَلاسِلِ اولیاءِ اللہ** ۔ مؤلّفہ شاہ ولی اللہ، محدِّث دہلوی۔ مشمولہ ''**رسائلِ شاہ ولی اللہ، محدِّث دہلوی**''۔ مطبوعہ لاہور و دہلی)

شیخ تاجُ الدِّین، سنبھلی، نقشبندی، خلیفۂ خواجہ محمد عبدالبَاقی، باقی بِاللہ، دہلوی، مزید لکھتے ہیں:

''جس وقت، دنیوی کاموں سے فارغ ہوجائے، تازہ وضو کرکے، خلوت نشیں ہوجائے۔

بیٹھتے ہی، سب سے پہلے، اپنے مُرشِد کی صورت کو، دل میں حاضر کرے۔

اس کے بعد، اپنے وظائف میں مشغول ہوجائے۔ وہ مُراقبہ ہو، یا۔ ذکر۔''

(ص ۱۲۸۔ **اِنتباہ فِی سَلاسِلِ اَولیاءِ اللہ**۔ مؤلّفہ شاہ ولی اللہ، محدِّث دہلوی)

مندرجہ بالا طریقہ، **تصوُّرِ شیخ**، مذکور در رسالۂ شیخ تاجُ الدِّین، سنبھلی، نقشبندی، نقل کرنے سے پہلے ہی، اس رسالہ کے بارے میں، شاہ ولی اللہ، محدِّث دہلوی لکھ چکے ہیں کہ:

''**وظائف واَشغالِ نقشبندیہ** کے بارے میں، شیخ تاجُ الدِّین، سنبھلی، خلیفۂ حضرت خواجہ محمد باقی بِاللہ کا، ایک بہت عمدہ اور مختصر رسالہ ہے۔

والدِگرامی (شاہ عبدالرحیم، دہلوی) اسے، بہت پسند کرتے تھے۔

آپ نے، یہ رسالہ، شیخ تاجُ الدِّین کے بعض مریدوں سے لے کر، اسے نقل کرلیا تھا۔

اور اپنے مُریدین و معتقدین کو، اسے محفوظ کرنے، پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔

میں نے، یہ رسالہ، والدِگرامی (شاہ عبدالرحیم، دہلوی) سے خوب سمجھ کر، اور بحث و تمحیص کے ساتھ، پڑھا ہے۔

میں، چاہتا ہوں کہ، یہ رسالہ، مِنْ وَ عَنْ نقل کردوں۔ وَ مَا تَوفِیقِی اِلّا بِاللہ۔

(ص ۱۱۶۔ **اِنتباہ فی سَلاسِلِ اَولیاءِ اللہ** ۔ مؤلّفہ شاہ ولی اللہ، محدِّث دہلوی۔ مشمولہ در ''رسائلِ شاہ ولی اللہ''۔ مطبوعہ لاہور و دہلی)

سلسلۂ چشتیہ سے، اپنی نسبت و اِرتباط، ظاہر کرتے ہوئے، اِس سلسلے کے معمولات اور اَوراد و وظائف کے بارے میں، شاہ ولی اللہ، محدِّث دہلوی لکھتے ہیں:

''دوسری ضروری بات اور مقصود، یہ ہے کہ:

مُرشِد کی صورت، اپنے سامنے، تصور کرے۔ اور پھر، ذِکر، کرے۔

اَلرَّفِیقُ ثُمَّ الطَّرِیق۔ پہلے ساتھی، پھر، سفر کا راستہ۔

تصورِ شیخ، نَفیِ خطرات کے سلسلے میں، بہت زیادہ، اثر رکھتا ہے۔

بلکہ، حضرت سُلْطَانُ الْمُوَحِّدِین، بُرْھانُ الْعَاشِقِین، حُجَّۃُ الْمُتَوَکِّلِین، جَلَالُ الْحَقِّ وَ الشَّرْعِ وَ الدِّین، مخدوم، مولانا قاضی یوسف ناصحی، قَدَّسَ اللہُ سِرَّہُ الْعَزِیز فرمایا کرتے تھے کہ:

مُرشِد کی ظاہری صورت دیکھنا، درحقیقت، آب و گِل کے پردے میں حق تَعالیٰ سُبْحٰنَہٗ کا، مشاہدہ کرنا ہے۔

اور خلوت میں، اس کی صورت کا نمودار ہونا، آب و گِل کے پردے کے بغیر حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنا ہے۔''

(ص ۱۵۶۔ **اِنتباہ فِی سَلاسِلِ اَولیاء اللہ**۔ مؤلّفہ شاہ ولی اللہ، محدِّث دہلوی)

اپنی ایک دوسری کتاب ''اَلْقَولُ الْجَمِیلُ فِی بَیانِ سَوَاءِ السَّبِیل'' میں بھی، شاہ ولی اللہ، محدِّث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

''مشائخِ نقشبندیہ کے نزدیک، وُصُول اِلیٰ اللہ کا تیسرا طریقہ، اپنے مُرشِد کے ساتھ

کمال درجے کا رابطہ اور تعلّقِ خاطر رہے۔

اس کی شرط، یہ ہے کہ، مُرشِد، قَوِیُّ التَّوَجُّہ، اور ''یادداشت'' کی دائمی مشق سے، بَہرہ وَر ہو۔

ایسے مُرشِد کی صحبت، اختیار کرے، تو، سِوَا ے اس کی محبت کے، اپنی ذات کو ہر شئے کے تصور اور خیال سے خالی کرے اور مُرشِد کے فیض کا منتظر، رہے۔ آنکھیں، بند کرلے۔

اور اگر، کُھلی رکھے، تو، مُرشِد کی دونوں آنکھوں کے درمیان، نظر جمائے۔

جس وقت، فیضان کی آمد، شروع ہو، تو، دل کی گہرائیوں سے، اس کی حفاظت اور نگرانی کرے۔

اور جب، مُرشِد، سامنے موجود، نہ ہو، تو، انتہائی محبت اور تعظیم کے ساتھ اس کی صورت کو، اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان، خیال کرے۔

اس کی شکل وصورت کا تصور، سالک کو، وہی فائدہ دے گا، جو، اس کی صحبت دیتی ہے۔

میرے والدِ گرامی (شاہ عبدالرحیم، دہلوی) فرماتے تھے کہ:

سالک کے لئے، ضروری ہے کہ:

جس ہیئت اور شکل پر، اسے، کچھ، حاصل ہو، وہ ہیئت اور شکل، تبدیل نہ کرے۔

اگر، وہ، کھڑا ہے، تو، کھڑا، رہے۔ اور، اگر، بیٹھا ہے، تو، بیٹھا، رہے۔''

(ص ۵۹۔ اَلْقَولُ الْجَمِیلُ فِی بَیَانِ سَوَاءِ السَّبِیل۔ مؤلّفہ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی۔ مشمولہ ''رسائلِ شاہ ولی اللہ''۔ مطبوعہ لاہور ودہلی)

اَوراد و وظائف و معمولاتِ تصوف وطریقت، حضرت شاہ عبدالرحیم، محدّث دہلوی سے منتقل ہوتے ہوئے، شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی تک پہنچے۔

جن میں، بعض سلاسل ومعمولات، خود، ان کے اپنے حاصل کردہ ہیں۔

اس کے بعد، اپنے جدِّ محترم، شاہ عبدالرحیم، اور والدِ محترم، شاہ ولی اللہ تک کے سارے سلاسل ومعمولات، شاہ عبدالعزیز، محدّث دہلوی کے حصے میں آئے۔

جن میں، **تصورِ شیخ** بھی، شامل، اور ان کے معمولات میں، داخل ہے۔

تصورِ شیخ کو بھی، دیگر اَوراد و وظائف کی طرح، آپ نے اپنے مریدین ومتوسّلین تک پہنچایا۔

اب، اِس سے آگے کا، ایک بڑا حادثہ، دل پر ہاتھ، رکھ کر سنیے اور عبرت، حاصل کیجیے:

شاہ محمد اسمٰعیل، دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کے پیر و مُرشد، سید احمد، رائے بریلوی

(متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) **توحید پرستی** کے، نامعلوم مقام ومرتبہ پہ فائز، ایسے مغلوبُ الحال شخص تھے کہ، انہوں نے، اوّل روز ہی، اپنے پیر و مُرشد، شاہ عبدالعزیز، محدّث دہلوی کو **توحید پرستی کا وہ سبق سکھایا، جس کی طرف**

اُن کا، بلکہ، ان کے باپ دادا کا بھی، ذہن، کبھی، منتقل نہیں ہوا تھا۔

یا۔ منتقل ہوا تھا، مگر، صحیح نتیجہ، اَخذ کر کے، کوئی صحیح فیصلہ کرنے میں وہ، کامیاب، نہ ہو سکے تھے؟

چنانچہ، مشہور غیر مقلّد عالم ومُؤرخ، غلام رسول مہر (متوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) نے ''مخزنِ احمدی'' اور ''وقائعِ احمدی'' کے حوالہ سے، یہ انکشاف کیا ہے کہ:

''۱۲۲۲ھ میں، سید (احمد، رائے بریلوی) صاحب نے، شاہ عبدالعزیز سے، بیعت کی۔

اُس وقت، ہندوستان میں، تصوف کے تین سلسلے، زیادہ، رائج تھے۔

یعنی، نقشبندیہ، قادریہ اور چشتیہ۔ سید صاحب نے، تینوں سلسلوں میں، بیعت کی۔

پہلے دن، لطیفۂ اوّل، یعنی ذکرِ قلب کی تعلیم ہوئی۔ دوسرے دن، باقی لطائف، یعنی لطیفۂ رُویا لطیفۂ سِر، لطیفۂ اَخفیٰ اور لطیفۂ نفس کا ذکر، سکھایا گیا۔

تیسرے جلسے میں، سُلطانُ الْاَذْکَار۔

اور، چوتھے جلسے میں، ذکرِ نفی واثبات، بتایا گیا۔

پھر، شغلِ بَرزخ کا حکم ہوا۔ جس میں صورتِ شیخ کا تصور، صوفیہ میں، مروّج تھا۔

تصورِ صورتِ شیخ کا حکم، سنا، تو، سید صاحب نے، ادب سے عرض کیا کہ:

حضرت! اِس شغل میں، اور بُت پرستی میں کیا فرق ہوا؟ مفصّل ارشاد ہو۔

شاہ عبدالعزیز نے جواب میں، خواجہ حافظ شیرازی کا، یہ مشہور شعر پڑھا:

بہ مَے، سجّادہ، رنگیں کن، گرت، پیرِ مُغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود، ز راہ ورسمِ منزلہا

سید صاحب نے، دوبارہ عرض کیا کہ:

مَیں، بہر حال، فرماں بردار ہوں۔ اِس لئے کہ، کسبِ فیض کی غرض سے آیا ہوں۔

لیکن، تصورِ شیخ، تو، صریح بُت پرستی، معلوم ہوتا ہے۔'' اِلیٰ آخِرِہٖ۔

(ص ۱۱۹ و ۱۲۰۔ ''تحریکِ سید احمد شہید''، حصہ اول۔ معروف، بہ سید احمد شہید، حصہ اول۔ از غلام رسول مہر۔)

مکتبۃ الحق، ماڈرن ڈیری۔ جوگیشوری، بمبئی۔ جنوری ۲۰۰۸ء)

مولانا ابوالحسن علی، ندوی (متوفی دسمبر ۱۹۹۹ء) بیسویں صدی عیسوی میں، خانوادۂ سید احمد رائے بریلوی کے، ایک معروف وممتاز فرد، گذرے ہیں۔

انہوں نے، اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے، اپنے بزرگ، سید احمد، رائے بریلوی کے ذوقِ سلیم اور عرفانِ توحید کی شکل میں، اسے بڑی تحسین کے ساتھ، پیش کیا ہے۔

چنانچہ، مولانا ابوالحسن علی ندوی، یہی واقعہ بعُنوان ''تعلیمِ تصوُّرِ شیخ اور سید صاحب کا، عُذر'' اِس طرح، بیان کرتے ہیں:

''تعلیمِ سلوک کے ضمن میں، حضرت شاہ صاحب نے، حسبِ معمول، تصورِ شیخ کی تعلیم کی۔

سید صاحب نے، نہایت ادب سے عرض کیا:

حضرت! اِس میں، اور بُت پرستی میں، کیا فرق ہے؟

اس میں، صورت سنگی اور قرطاسی ہوتی ہے اور اس میں، صورت خیالی جو، دل میں، جگہ پکڑ لیتی ہے اور اس کی طرف، توجہ اور اس سے، اِستعانت ہوتی ہے۔

شاہ صاحب نے حافظؔ کا، یہ شعر پڑھا:

بہ مَے سجّادہ، رنگیں کن، گرت، پیرِ مُغاں گوید
کہ سالِک بے خبر نبود، زِراہ ورسمِ منزلہا

سید صاحب نے فرمایا:

شرک کی، کسی طرح، ہمت نہیں ہو سکتی۔

ہاں! کتاب وسنّت واِجماعِ اُمّت سے کوئی سند لائیں اور اچھی طرح سے اطمینان ہو جائے کہ، **دونوں، ایک چیز نہیں، تو، خطرہ، دور ہو سکتا ہے۔''**

شاہ صاحب نے، یہ سن کر، سید صاحب کو، فرطِ مسرت سے گود میں لے لیا۔

اور کئی مرتبہ، پیشانی کا بوسہ دیا۔

اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے، اپنے فضل وانعام سے تم کو، ولایتِ انبیا سے نوازا۔'' اِلیٰ آخرِہٖ۔

(ص ۱۲۱۔ ''**سیرتِ سید احمد شہید**''، حصہ اول۔ مؤلفہ **مولانا ابوالحسن علی ندوی**۔

مجلسِ تحقیقات ونشریاتِ اسلام، ندوہ۔ لکھنؤ۔ آٹھواں ایڈیشن۔ ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء)

فرطِ مسرت سے، گود میں اٹھالینا اور پیشانی کو، بوسہ دینا، یہ محض ''ایجادِ بندہ'' ہے جس کی، کوئی مستند تاریخی روایت نہیں۔ بلکہ، کوئی روایت ہی، نہیں ہے۔

یہ خیال، افسانہ طرازی کے سِوا، کچھ نہیں۔ کیوں کہ:

شاہ عبدالعزیز، ایسے کسی خیال ورائے کی، اِس طرح، کیسے تحسین کر سکتے ہیں جو، اُن کے مشائخِ کرام کے وظائف ومعمولات کے، اور خود، اُن کے وظائف ومعمولات کے، برعکس اور، ان سے، مُزاحم ومُتصادِم ہو؟

تصورِ شیخ سے معذرت اور اس کی قباحت، بیان کرتے ہوئے ''**صراطِ مستقیم**'' کی ایک طویل عبارت، مولانا ندوی نے نقل کی ہے۔

یہ ''**صراطِ مستقیم**'' سید احمد، رائے بریلوی صاحب کے ملفوظات وخیالات کا مجموعہ ہے جس کی ترتیب وتالیف، ان کے مُرید، شاہ محمد اسمٰعیل، دہلوی نے کی ہے۔

چنانچہ، مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''سید صاحب نے، **تصورِ شیخ** سے، اِس شدّت کے ساتھ، معذرت کیوں کی؟

اور اس میں، کیا قباحتیں اور خطرات ہیں؟

اس کی تفصیل، خود، سید صاحب کی زبان سے سننے کی ہے۔ **صراطِ مستقیم** میں، فرماتے ہیں:

''جو اَشغال کہ بدعت ہیں، انہیں میں سے، شغلِ بَرزخ (تصورِ شیخ) بھی ہے کہ **وہ، اکثر سلاسلِ طریقت کے پچھلے منتسبین میں، بہت، شائع وذائع ہے۔**

بلکہ، بعض اکابر کے کلام میں، اور تعلیم میں بھی، وہ، شامل ہے۔

اِس شغل کی حقیقت، یہ ہے کہ:

خطرات ووَساوِس کے اِزالے اور توجُّہ کی مرکزیت ویکسوئی کے لئے شیخ کی صورت کو تعیُّن وتشخیص کے ساتھ، ذہن میں جماتے ہیں اور پورے ادب وتعظیم اور اپنی پوری توجہ وہمت کے ساتھ، اس (خیالی) صورت کی طرف، متوجہ رہتے ہیں۔

گویا، تمام آداب وتعظیم کے ساتھ، شیخ کے روبرو بیٹھے ہیں۔

اور، دل کو، پورے طور پر، اس کی طرف، متوجہ کر لیتے ہیں۔

اِس شغل کی حقیقتِ حال اور اس کا حکم، تصویر کی حقیقتِ حال سے، معلوم کیا جا سکتا ہے۔

سب، جانتے ہیں کہ، تصویر کا بنانا، گناہِ کبیرہ اور عظیم معصیت ہے۔
اس کو، دیکھتے رہنا، بِالخصوص، تعظیم و توقیر کے ساتھ، حرام ہے۔

(چند سطروں کے بعد) یہ عمل، اگر چہ، ظاہری نگاہ میں
تصویر پرستی، نہیں معلوم ہوتا لیکن، حقیقۃً، وہ، صاف صاف، صورت پرستی ہے۔

کاغذی تصویر میں، صورت وحُلیے کی، اِس قدر باریکیاں، ظاہر نہیں ہوسکتیں، جیسی کہ:
صورتِ خیالی میں، نمایاں ہوتی ہیں۔ حال آں کہ، دونوں، بے جان اور بے روح ہیں۔
اِس لئے جہاں تک، تصویر کے مقصد و معنیٰ کا تعلق ہے، صورتِ خیالی، صورتِ قرطاسی سے آگے بڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ:

ان دونوں کے درمیان، صرف، اِس بات سے، تفریق کی جاسکتی ہے کہ:
اگر کاغذ، یا پتھر کی تصویر کی اجازت، دے دی جائے۔
تو، ظاہری شریعت کے نظام میں، بڑا خَلَل، واقع ہوگا۔ لیکن، دوسری شکل (صورتِ خیالی) میں، شریعت کے ظاہری نظم و انتظام کو، کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہیں۔ لیکن، یاد رکھنا چاہیے کہ:
فاعل کے ذہن و قلب پر، اس عمل کا، جو، اثر پڑتا ہے، وہ، صورتِ خیالی کی شکل میں کہیں زیادہ مؤثر اور خطرناک ہے۔ اِس بات کا، تقاضا ہے کہ:

خیالی صورت کا، جمانا اور اس کی طرف متوجہ رہنا، بدرجۂ اَولیٰ، حرام، قرار دیا جائے۔

(چند سطروں کے بعد) جب، شارع عَلَیْہِ السَّلام نے، تصویر سازی کے بارے میں اتنی احتیاط و انتظام سے کام لیا ہے، تو، آپ کے متبعین اور شریعتِ محمدیہ کے پَیروؤں کو **شغلِ برزخ، حرام و قبیح ہی، سمجھنا چاہیے۔**

جو شخص، سیرتِ محمدی پر نظر رکھتا ہے، اُس کو خوب معلوم ہے کہ:
اگر، اُس زمانۂ مبارکہ میں، اِس امر کے متعلق، دریافت کیا جاتا
تو، ضرور اس کی ممانعت کی جاتی اور اس کی حُرمت، بیان کی جاتی۔"
ص ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ صراطِ مستقیم۔ مطبع مجتبائی۔

(ص ۱۲۴ تا ص ۱۲۶۔ ''سیرتِ سید احمد شہید''، حصہ اول۔ مؤلفہ مولانا ابوالحسن علی ندوی۔ مجلسِ تحقیقات و نشریاتِ اسلام، ندوہ، لکھنؤ۔ آٹھواں ایڈیشن۔ ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء)

سید احمد، رائے بریلوی صاحب نے، اپنے آپ کو ''**توحید پرستی**'' کے جس، نا معلوم مقام پر فائز سمجھتے ہوئے، سلاسلِ طریقت کے اکابر صوفیہ و مشائخِ کرام کے حلقے میں، رائج و معمول ''**شغلِ بَرزخ**''، یعنی، **تصورِ شیخ** کو، مسترد کیا ہے اور اسے قبیح و حرام، قرار دیا ہے۔

وہ، اُن کی ذہنی اُپج اور موہوم خیال ہے۔ کیوں کہ، صدیوں کی طویل مدت میں:

کسی بھی، مستند سلسلۂ طریقت، یا۔ اس کے کسی بھی، مُعتمد شیخِ طریقت کے سلسلے میں کوئی ایک بھی، وہ، ایسی مثال و نظیر، نہیں پیش کر سکے، جس سے، وہ، اپنے خدشات و خیالات کو قابلِ اِلتفات اور باوزن بنا سکیں۔

البتّہ، ان کا، یہ تصورِ توحید، انہیں، اُس مقام تک ضرور لے گیا، جہاں پہنچ کر:
وہ، اِس عجیب و غریب خیال اور روح فرسا و ایمان سوز تصورِ توحید کا اظہار کر بیٹھے کہ:

نماز میں، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خیال و تصور کرنا
گائے، بیل اور گدہے کے خیال و تصور سے، بدرجہا بدتر ہے۔ معاذَ اللہِ رَبِّ الْعالَمِین۔

''**صراطِ مستقیم**'' ملفوظاتِ سید احمد، رائے بریلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۱۳ء)۔ جمع و ترتیب شاہ محمد اسمٰعیل، دہلوی (متوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کا فارسی مَتن مع اردو ترجمہ، درجِ ذیل ہے:

''از وَسوسۂ زنا، خیالِ مجامعتِ زوجۂ خود، بہتر است۔
وصَرفِ ہمت، بسوے شیخ واَمثالِ آں، از معظّمین، گو، جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ، بدتر از اِستغراق، درصورتِ گاؤ خرِ خود است کہ:
خیالِ آں، با تعظیم و اِجلال بسُویدَائے دلِ انسان می چسپد، بخلاف گاؤ وَخرِ خود کہ، نہ آں قدر چسپیدگی می بود، و نہ تعظیم۔ بلکہ، مہان و محقّر می بود۔
واِیں تعظیم و اِجلالِ غیر کہ، در نماز، ملحوظ و مقصود می شود، بشِرک می کشَد۔'' الخ۔

(ص ۸۶۔ صراطِ مستقیم۔ مکتبہ سلفیہ، لاہور)

(ترجمہ از فارسی) ''زنا کے وسوسہ سے، اپنی بی بی کی مجامعت کا خیال، بہتر ہے۔
اور شیخ، یا۔ اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف، خواہ، جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا، اپنے بیل اور گدہے کی صورت میں، مُستغرق ہونے سے، بُرا ہے۔
کیوں کہ، شیخ کا خیال، تو، تعظیم اور بزرگی کے ساتھ، انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور

بیل اور گدھے کے خیال کو، نہ تو، اِس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم۔ بلکہ، حقیر اور ذلیل ہوتا ہے۔

اور غیر کی، یہ تعظیم اور بزرگی، جو، نماز میں ملحوظ ہو، وہ، شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے۔''

(ص ۱۲۶۔ صراطِ مستقیم (اردو) مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، کراچی)

قارئینِ کرام غور فرمائیں کہ:

نماز میں، غیرُ اللہ کی نفی کا جُنون، پیر (سید احمد، رائے بریلوی) اور مُرید (شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی) کو، کہاں سے کہاں لے گیا؟

اور عظمتِ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم کو، بالائے طاق رکھتے ہوئے انہوں نے، کیسی حقیر و ذلیل چیزوں کے ساتھ، کیسے بھونڈے انداز میں، خیال و تصورِ نبوی کا ذِکر کیا ہے؟ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں، از عرش نازک تر
نَفَس، گم کردہ می آید، جُنَید و بایزید ایں جا

☆☆☆

اے پائے نظر! ہوش میں آ، کوے نبی ہے
آنکھوں سے بھی چلنا، تو، یہاں، بے ادبی ہے

کیا، سورۂ حُجرات کی وہ آیاتِ کریمہ، ایسے پیروں اور مُریدوں نے نہیں پڑھیں، جن میں بارگاہِ رسول کی حاضری اور گفتگو کی تعلیم، قرآن حکیم نے دی ہے اور اس کے آداب، سکھائے ہیں؟

اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم کی آواز سے، اپنی آواز، اونچی کرنے پر، یہ وعیدِ شدید سنائی ہے کہ، کہیں، تمہارے اعمال، رائیگاں، نہ چلے جائیں۔ اور تمہیں، اس کا احساس و شعور بھی، نہ ہو؟

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔ (سورۂ حُجرات۔ آیت ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں، نبی کی آواز سے اونچی، نہ کرو۔

اور، ان کے حضور، اِس طرح، چِلاّ کر، باتیں، نہ کرو، جیسے آپس میں چِلاّ کر باتیں کرتے ہو کہ، تمہارے عمل، اکارت، نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر، نہ ہو۔''

صحابۂ کرام و تابعینِ کرام، رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْهِم، جب، اذان، دیا کرتے تھے

اور اذان میں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا، اسمِ گرامی آتا۔

اور، جب نماز میں اَلتَّحِیَّات پڑھتے وقت، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھتے۔

تو، کیا اس اذان و نماز میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّم کا خیال و تصور اُن کے دل میں، نہیں آتا تھا؟

کیا، ایک عام آدمی کو بھی، یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ:

جب، کسی شخص کا نام، لیا جائے، تو، اُس کا خیال، اس کے دل و دماغ میں، ضرور آئے گا؟

مذکورہ توحید پرستی، تو، ایسی ہے کہ:

اگر، ایسے توحید پرستوں کا، بَس چلے، تو، وہ، اذان و نماز سے، جناب رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام بھی، خارج کر دیں، کہ:

نماز اور اذان میں، کسی غیرُ اللہ کا نام، کیسے لیا جا سکتا ہے؟ یہ تو، کُھلا ہُوا شرک ہے۔

مَعاذَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِین۔

یٰسٓ اختر مصباحی
دارُالقلم، قادری مسجد روڈ،
ذاکر نگر، جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
09350902937
misbahi786.mk@gmail.com

مؤرخہ
۴؍رجب المرجب ۱۴۳۸ھ
۲؍اپریل ۲۰۱۷ء
بروز یک شنبہ